Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17008146

The Quranic Manifesto of Moral Rules in the Formation of Islamic Society: In the Context of Surah Al-Hujurat

اسلامی معاشرت کی تشکیل میں اخلاقی ضوابط کا قرآنی منشور: سورۃ الحجرات کے تناظر میں

Nabeela Shafi
M.Phil Scholar Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore
nabeelashafi75@gmail.com

Abstract

Surah Al-Hujurat is a part of the Holy Quran, and the Quran itself is Divine revelation. It serves as a means of drawing closer to Allah, a timeless elixir for humanity, and the source of all knowledge. It is a compilation of guidance, a treasury of mercy, and a fountain of blessings. It is a constitution that, if followed, can resolve all matters of life. It is a light that dispels all darkness of misguidance, a path that leads directly to the pleasure of Allah and Paradise. It is a system of moral and spiritual training that purifies human beings, making them exemplary in character. It is a tree under whose shade one finds inner peace. It is a loyal companion that stands by one even in the grave and fulfills its promise on the Day of Resurrection.Human beings, by nature, are social creatures. Every individual requires food, clothing, and shelter to survive, and marriage for the continuation of progeny. To obtain these necessities, if there were no law or regulation, the powerful would seize them from the weak by force. Therefore, to establish justice and fairness, a law is necessary. If this law were created by humans, it would inevitably carry personal biases and interests. Hence, it is essential that this law be divinely ordained, free from partiality or suspicion. Such a law could only be the law of God, knowledge of which comes through His revelation. Allah, for the guidance and well-being of all humanity, has granted this law in the form of the Quran. The Quran is the only book that serves as a source of guidance and enlightenment for the entire human race. In this book of guidance, Allah has explained, in detail, all the issues that a human being may encounter.One of the key themes of this Surah is the establishment of a Muslim society—an ideal Muslim community whose example serves the world. A society whose hearts are pure, thoughts are clean, language is virtuous, and inner character is righteous; a society that observes proper etiquette with Allah, follows the adab of the Prophet Muhammad ﷺ, maintains personal discipline, and upholds courtesy towards others in both conscience and actions. This society has established organized rules for its functioning, a system that safeguards it, and these rules and institutions are rooted in adab, aligned with moral etiquette, and reflect the values upon which the society's spiritual and material world depends. The consciousness, laws, and regulations of such a society are harmonious, allowing it to progress while maintaining balance within its boundaries, ensuring that both actions and intentions remain moderate and oriented toward Allah.

***Keyword**: Quranic studies, Quranic principles, Surah Al-Hujurat, Reconstruction of society, Contemporary relevance of Quranic teachings, Essays on Surah Al-Hujurat.*

موضوع کا تعارف

اسلامی معاشرت کا بنیادی مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جس کی بنیاد تقویٰ، عدل، اخلاق اور محبت پر ہو۔ قرآن مجید انسان کے لیے کامل ضابطۂ حیات اور رہنمائی کا جامع مجموعہ ہے، جو دنیا و آخرت کی فلاح کا ضامن ہے۔ سورۃ الحجرات کو اسلامی معاشرت کے اصول و ضوابط کی وضاحت کے حوالے سے خصوصی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس میں فرد اور معاشرہ دونوں کے تعلقات، اخلاقی رویوں، اور اجتماعی ذمہ داریوں کا مفصل ذکر موجود ہے۔ یہ سورۃ مسلمانوں کے درمیان عزت نفس، بھائی چارہ، مساوات، اور باہمی احترام کے اصول قائم کرنے پر زور دیتی ہے۔ اس کے ذریعے ہر فرد کو یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ معاشرتی ہم آہنگی اور سلامتی کا دارومدار نہ صرف قوانین و ضوابط پر، بلکہ اخلاقی تربیت اور قلبی اصلاح پر بھی ہے۔ سورۃ الحجرات میں بیان کیے گئے اصول، جیسے جھوٹ سے بچنا، غیبت سے پرہیز، نصیحت کا صحیح طریقہ، اور احسن معاشرتی رویہ اپنانا، ہر دور کے لیے رہنما خطوط فراہم کرتے ہیں۔

یہ سورۃ نہ صرف اخلاقی اور معاشرتی ضابطہ فراہم کرتی ہے بلکہ انسان کو اپنے اعمال اور رویوں کے نتائج کا ادراک بھی دیتی ہے۔ یہ معاشرتی انصاف، عدل و مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دینے کی دعوت دیتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر ذاتی احتیاط، ادب، اور نرم رویہ پیدا کرتی ہے۔ اسلامی معاشرت میں یہ اصول ایک لچکدار اور مکمل نظام فراہم کرتے ہیں، جو فرد کی اخلاقی تربیت اور معاشرے کے نظم و ضبط دونوں کو ممکن بناتے ہیں۔

موضوع ضرورت و اہمیت

اسلامی معاشرت میں اخلاقی ضوابط کی ضرورت ہر دور میں محسوس کی گئی ہے، کیونکہ انسانی فطرت میں کمزوریاں، خواہشات اور انا پسندی موجود ہیں۔ اگر معاشرہ صرف مادّی یا ظاہری قوانین پر قائم ہو تو طاقتور افراد اپنی خواہشات کے مطابق کمزوروں پر ظلم کر سکتے ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ایسی ہدایات اور ضوابط ہوں جو ہر فرد کے لیے یکساں ہوں اور ان میں کسی قسم کی جانبداری نہ ہو۔ سورۃ الحجرات اس ضرورت کا عملی اور نظریاتی حل پیش کرتی ہے۔ یہ سورۃ فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے ضابطۂ اخلاق کا ایک مکمل مجموعہ ہے، جو ظلم، حسد، جھوٹ، غیبت، فتنہ، اور دیگر سماجی برائیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اس کے اصول معاشرت میں انصاف، مساوات، محبت، اور بھائی چارے کو فروغ دیتے ہیں۔ ہر مسلم کو یہ شعور دلاتی ہے کہ اجتماعی فلاح اور نظم و نسق کا انحصار صرف قانونی اور انتظامی اقدامات پر نہیں، بلکہ اخلاقی تربیت اور قلبی اصلاح پر بھی ہے۔ مزید یہ کہ موجودہ دور میں معاشرتی انتشار، فتنہ و فساد، اور اخلاقی پستی بڑھ رہی ہے۔ ایسے حالات میں سورۃ الحجرات کی ہدایات کی ضرورت اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر جاتی ہے، کیونکہ یہ معاشرے کے ہر فرد کو ذاتی اور اجتماعی سطح پر اخلاقی شعور فراہم کرتی ہے، اور فرد و معاشرہ دونوں کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کا ضامن بنتی ہے۔

اسلامی معاشرے کی تشکیل میں سورۃ الحجرات کی اہمیت

سورۃ الحجرات کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ نہ صرف اسلامی معاشرت کے نظریاتی اور عملی اصول پیش کرتی ہے بلکہ ہر مسلم کے فردی اور اجتماعی کردار کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔ اس میں اخلاقی ضوابط، جیسے عدل و مساوات، نصیحت و اصلاح، برابری، اور احترام کی تعلیمات شامل ہیں، جو معاشرتی ہم آہنگی، امن، اور سلامتی کے لیے ضروری ہیں۔ یہ سورۃ معاشرت کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم

کرتی ہے: خاندان، معاشرتی روابط، حکومتی امور، اور عمومی زندگی کے ضوابط۔ اس کی تعلیمات کے مطابق اگر معاشرہ اپنے قوانین، رویوں، اور اداروں میں اخلاقیات کو بنیاد بنائے تو نہ صرف دنیاوی فلاح حاصل ہوگی بلکہ آخرت میں بھی کامیابی ممکن ہوگی۔

سورۃ الحجرات اخلاقی ضوابط کی روشنی میں فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح اور تربیت کا ضامن ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرت کی تشکیل میں اس کی اہمیت بے مثال اور غیر متزلزل ہے۔

سورۃ الحجرات قرآن کریم کا حصہ ہے اور قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنّت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کر کے یعنی انسان کو پاک کر کے اسے مثالی بنا دیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے، ایسا باوفا ساتھی ہے جو قبر میں بھی ساتھ نبھاتا ہے اور حشر میں بھی وفا کا حق ادا کرے گا۔ زاہد ملک (م 2016ء) مضامین قرآن میں لکھتے ہیں:

> "انسان طبعی طور پر مل جل کر رہنے والا ہے اور ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے خوراک، کپڑوں اور مکان کی جبکہ افزائش نسل کے لیے نکاح کی ضرورت ہے۔ ان چار چیزوں کے حصول کے لیے اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہو تو ہر زور آور اپنی ضرورت کی چیزیں طاقت کے ذریعہ کمزور سے حاصل کرلے گا، لہٰذا عدل وانصاف کو قائم کرنے کی غرض سے کسی قانون کی ضرورت ہے اور یہ قانون اگر کسی انسان نے بنایا تو وہ اس قانون میں اپنے تحفظات اور اپنے مفادات شامل کرے گا، اس لیے ضروری ہے کہ یہ قانون انسان کا بنایا ہوا نہ ہو تا کہ اس میں کسی کی جانبداری کا شائبہ اور وہم وگمان نہ ہو ایسا قانون صرف خدا کا بنایا ہوا قانون ہو سکتا ہے۔ جس کا علم خدا کے بتلانے سے ہوگا اور اللہ پاک نے پوری انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے یہ قانون قرآن کی صورت میں عطا فرمایا ہے۔ قرآن مجید واحد ایسی کتاب کے جو پوری انسانیت کے لیے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے اللہ تعالی نے اس کتابِ ہدایت میں انسان کو پیش آنے والے تمام مسائل کو تفصیل سے بیان کردیا ہے "(زاہد، (2011ء،) مضامین قرآن ص:12)

سورۃ الحجرات کا اجمالی تعارف نامکمل ہوگا اگر اس قرآن کا تعارف پیش نہ کیا جائے تو کیونکہ سورۃ الحجرات قرآن کی ایک سورۃ ہے تو ضروری ہے کہ اول میں قرآن کا تعارف پیش کروں کہ قرآن کیا ہے۔؟ سورۃ الحجرات جس قرآن کا حصہ ہے وہ قرآن حقیقت میں کیا ہے۔؟ سورۃ الحجرات کی اصل اور بنیاد قرآن اور یہ قرآن ہی کا ایک جز ہے اس لئے سورۃ الحجرات کا اجمالی تعارف، قرآن کے تعارف کے بغیر نامکمل ہوگا

سورۃ الحجرات کا اجمالی تعارف

سورۃ الحجرات کا شانِ نزول، مضامین کی جامعیت اور اس کے عمومی خاص مضامین مفسرین کی آراء کی روشنی میں پیش کروں گی۔ اس سورت میں 2 رکوع اور 18 آیات ہیں۔ یہ 350 کلمات 1512 حروف پر مشتمل ہے۔ مفتی محمود م (م 1980ء) اپنی تفسیر، تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

" چار دیواری کے ذریعہ جس کو گھیر لیا جائے اس کو حجرہ کہتے ہیں۔ یہ چار دیواری دوسروں کو آنے سے " حجر " یعنی رکاوٹ کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ دیوار بنانے میں " حجر " یعنی پتھر کا استعمال ہوتا ہے۔"(محمود (2017ء) تفسیر تیسیر القرآن ،الحجرات ،تحت الآیۃ، 1، ص539)

عبدالقیوم قاسمی م2016ء اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

" حجرات " حجرۃ " کی جمع ہے اس کا معنی کمرہ یا مکان کے ہیں اس سورۃ میں ان کمروں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے اردگرد تعمیر کرائے تھے اور جن میں ازواج مطہرات رہائش پذیر تھیں۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے حضرات بھی ان مکانات میں رہتے تھے۔(عبدالقیوم قاسمی (2016ء) تفسیر معارف القرآن، ص53)

مولانا احمد علی لاہور (م1962ء) اپنی تفسیر، تفسیرِ لاہوری میں لکھتے ہیں:

حجرات حجرہ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں وہ بند جگہ جو سونے والے کی حفاظت کرے اور کسی کو باہر سے نہ گھسنے دے یعنی کوٹھڑی، خلوت خانہ، پردہ کا مکان، یہاں حجرات سے مراد ازواج مطہرات کے مکانات ہیں، اس لئے بطور علامت اس سورت کا نام سورہ حجرات مقرر ہوا۔(احمد علی، (2015ء) تفسیر لاہوری،، الحجرات، تحت الآیۃ، 3، 1/91)

قرآن کی یہ جامع سورۃ، سورۃ الحجرات مدنی ہے، اس میں اٹھارہ 18 آیتیں ہیں۔ سورۃ مجادلہ کے بعد اور سورۃ تحریم سے پہلے ایک سو چھ 106 یا ایک سو آٹھ 108 نمبر پر نازل ہوئی۔ بنی تمیم کے کچھ لوگوں نے آکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجرے کے پیچھے سے آواز لگائی، اس واقعہ کا اس سورت میں تذکرہ ہے۔ عبدالقیوم قاسمی م2016ء اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

یہ سورۃ جو شروع ہو رہی ہے اس میں اتنے اہم مضامین یہاں ہوتے ہیں کہ ہم سب لوگ ضروری ہی اس دعا کو دہرالیں کہ اللہ ہمیں حق کا حق ہونا دکھا دے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرما اور ہمیں غلط چیز کا باطل کا باطل ہونا دکھا دے اور اس سے ہمیں بچنے کی توفیق عطا فرما دے۔ حجرات حجر کی جمع ہے۔ حجرہ کہا جاتا ہے چھوٹے کمرے کو۔ اس سورۃ میں چونکہ یہ لفظ آئے گا تو اس لفظ کو نکال کر اس سورۃ کا نام دے دیا گیا۔ اور کچھ مضامین ایسے آئیں گے جن کا تعلق مسلمانوں کی خانگی زندگی سے ہے۔ گھریلو زندگی سے معاشرتی زندگی کا جن باتوں کا تعلق ہے۔ ان کا بھی ذکر میں اس سورۃ میں ملے گا۔

مفتی محمود م2017ء اپنی تفسیر، تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

سورۃ فتح میں آیت آتی تھی محمد رسول اللہ۔ والذین امنوا اشداء علی الکفاء رحماء بینھم کہ " محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ایمان لائے وہ کفار پر صحت اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔" بڑے شفیق میں مسلمان ایک دوسرے سے معاملہ کرتے ہوئے۔ یہ سمجھیں کہ یہ پوری سورۃ سورۃ حجرات اس ایک آیت کی ایک طرح تفسیر ہے۔ جو مضامین سورۃ الحجرات میں آرہے ہیں ان کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق سے ہے۔ بات کا آغاز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق سے کیا جارہا ہے۔

بعد میں مسلمانوں کے حقوق کا بھی ذکر آئے گا۔ اور حقوق میں قانونی حقوق کی بات نہیں۔ اخلاقی حقوق کی بات کی جائے گی۔ morality کی بات ہے moral ethics discuss کیے جائیں گے۔ کہ اخلاقی طور پر اے مسلمانو تمہارا ایک دوسرے پر کیا حق بنتا

ہے۔اور وہ ایسے حقوق ہیں کہ جن کو کوئی پس پشت ڈال دے neglect کرے تو دنیا کی کسی عدالت میں سزا نہ ملے اسکو۔کوئی کسی کو court میں نہیں سے جاسکے گا۔تو وہ ایسے حقوق ہیں مگر اللہ کی عدالت میں بڑی سخت ان کی پکڑ ہے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ پوری سورۃ مسلمانوں کے گرد گھوم رہی ہے۔

سورۃ الحجرات کا شانِ نزول کا تعین

اس سورۃ میں سابقہ آسمانی کتابوں کے حوالے سے اس امت کی نشو ونما اور غیر معمولی ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے خاص مورد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی م2012ء اپنی تفسیر تفسیر روح القرآن میں لکھتے ہیں:

تفسیری روایات سے اس کے زمانہ نزول کا تعین مشکل ہے۔البتہ اس سورۃ کے مندرجات کو دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ سورۃ یہ گزشتہ سورۃ کے معاً بعد نازل ہوئی ہوگی۔کیونکہ اس سورۃ میں امت کی اجتماعی خصوصیات اور خصوصی صفات کو بیان فرمایا گیا ہے۔(صدیقی (2012ء) تفسیر روح القرآن، 539/3)

اس حوالے سے یہ ضروری تھا کہ اس نوزائیدہ امت کے بعض افراد میں جو بعض کھٹکنے والی باتیں ہیں ان کی اصلاح کر دی جائے۔اور مدینہ سے باہر رہنے والے بعض لوگوں میں بنیادی تصورات کے بارے میں جو کمزوریاں باقی ہیں انھیں دور کرنے کے لیے اسلامی قانون کی بنیادی دفعات کو ذکر کیا جائے تاکہ کسی پہلو سے بھی اس امت کی وسیع عمارت میں کوئی دراڑ باقی نہ رہے۔

سورۃ الحجرات کا شان نزول

شانِ نزول میں مختلف آراء ہیں، ان میں سے دو روایات درج ذیل ہیں:

I. چند لوگوں نے عیدُالاضحی کے دِن سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے قربانی کرلی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔(محمد قاسم (2023ء) صراط الجنان فی تفسیر القرآن، 21/5)

II. علاؤالدین خازن، علی بن محمد بن ابراھیم (م1341ھ) تفسیر خازن میں لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے آگے نہ بڑھو۔(خازن (1418ھ) الحجرات، تحت الآیۃ: ا، 163/4)

شان نزول میں گو کہ اختلاف ہے مگر مفتی احمد یار خان نعیمی (م1971ء) لکھتے ہیں: (اس آیت کا) شانِ نزول کچھ بھی ہو مگر یہ حکم سب کو عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے آگے ہونا منع ہے، اگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ راستہ میں جارہے ہوں تو آگے آگے چلنا منع ہے مگر خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت سے اجازت لے کر چلنا منع نہیں ، اگر ساتھ کھانا ہو تو پہلے شروع کر دینا ناجائز، اسی طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔(احمد یار خاں (1945ء) شان حبیب الرحمٰن، ص:224)

سورۃ کے مضامین کی جامعیت

اس سورۃ میں یوں سمجھیں کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ بڑے بڑے مضامین سمیٹ لیے گئے ہیں کوئی ان 18 آیات پر تدبر کر لے۔ اور ان آیات کا حق اگر ادا کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ اور اس کا سلوک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بالکل درست ہو جائے گا۔ ان دونوں کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے گا۔ اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کر دیا۔ اور رشتہ داروں کا حق ادا کر دیا۔ تو یقیناً جنت میں جائے گی اس کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ آسانی ہو گئی ہے۔ تو ان آیات کی اہمیت تو ہم over estimate نہیں کر سکتے۔ کہ کتنی اہم ہے ایک ایک آیت۔ سید قطب شہید (م 1965ء) اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں لکھتے ہیں:

> یہ سورت صرف اٹھارہ آیات پر مشتمل ہے۔ لیکن اپنے مضامین کے اعتبار سے ایک عظیم سورت ہے۔ اس میں نظریات، دستور و قانون اور انسانی وجود کے بارے میں نہایت ہی اہم مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو انسان کے دل و دماغ کے لیے نہایت ہی وسیع آفاق اور وسیع دنیا کے دروازے کھولتے ہیں۔ نہایت گہرے تصورات اور نہایت عظیم معانی اس کا موضوع ہیں۔ اس کے ان موضوعات میں تخلیق و تنظیم، تربیت و تہذیب، دستور و قانون اور ہدایات ورہنمائی کے مسائل لیے گئے ہیں۔ یہ مسائل اس قدر گہرے، وسیع اور ہمہ گیر ہیں کہ ان کے بیان کے لیے موجودہ آیات کے مقابلے میں سینکڑوں آیات درکار ہیں۔ لیکن یہاں دریا کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے یا دریا بحباب اندر۔ (قطب شہید، (1962ء)، تفسیر فی ظلال القرآن، الحجرات، تحت الآیۃ، 1۔3/38)

حقیقت ہے کہ دل چاہتا ہے کہ ایک ایک آیت پر ہم پورا ایک دن لگا دیں۔ تب بھی ہم حق ادا نہ کر سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے ہم دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری زبانیں ہمارے دل اور ذہن کھول دے۔ ہم پوری توجہ کے ساتھ پوری consentration کے ساتھ پورے خلوص اور تقوی کے ساتھ ہم ان کو سنیں۔ ان کو جذب کریں اور اللہ کرے کہ آگے معاشرے کے اندر ہم ان چیزوں کو اس روشنی کو پھیلانے والے بن جائیں تو بے انتہا اہم سورۃ ہے۔

ہجرت کے نویں سال عرب کے قبیلے جوق در جوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اعلان کیا، اس لئے ان کو اور دوسرے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور حرمت کے احکام اور آپس کے میل اللہ جول کے آداب و قاعدے اور اصلاح معاشرت و حسن معاشرت کے احکام اس سورت میں بتلائے گئے، گویا یہ سورت اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہے مفتی محمود م (م 1980ء) اپنی تفسیر، تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

> اس سورۃ مبارکہ کا سابقہ دو سورتوں کے ساتھ خصوصی ربط ہے سورت فتح اور سورۃ محمد میں جہاد کا موضوع غالب ہے جس سے اصلاح عالم مقصود ہے جبکہ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جماعت المسلمین کے حقوق اور آداب کا ذکر ہے گویا اس سورت میں وہ اصول اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں جن سے اصلاح نفس ہوتی ہے اور معیاری تقویٰ کا حصول آسان ہو جاتا ہے تو اس طرح ان تین سورتوں میں اصلاح عالم اور اصلاح نفس اور معیاری تقویٰ کا پروگرام بیان کر دیا گیا ہے اور یہی ان سورتوں کا آپس میں ربط ہے۔ (محمود (2017ء) تفسیر تیسیر القرآن، الحجرات، تحت الآیۃ، 1، ص 539)

مسلمانوں کا آپس میں تعلقات کا دستور العمل اور اصلاح معاشرت کے احکام مومنین کے فرائض اثبات رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کی ممانعت اور ان کے احترام واکرام کے اچھے نتائج صحابہ کرام کے فضائل وبرکات توبہ کرنے والوں کے فضائل مجازات اعمال مومنوں کے اوصاف ذات پات کے مقاصد اور تقویٰ کے فضائل وبرکات۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

سورۃالحجرات کے اہم مضامین

اس سورۃ کے اہم مضامین میں ایک مسلم معاشرے کی بنیاد رکھنا ہے ایسا مسلم مسلم معاشرہ جو دنیا کیلئے مثالی ہو، جس کا دل صاف ہو، جس کے تصورات پاکیزہ ہوں، جس کی زبان پاک ہو اور جس کی سیرت اور جس کا اندرون پاک ہو، ایک ایسی دنیا اور سوسائٹی جو اللہ کے ساتھ کچھ آداب کو ملحوظ رکھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی کچھ آداب قائم رکھی ہو، اپنی ذات کے ساتھ بھی اس کے آداب ہوں اور دوسروں کے ساتھ بھی آداب ہوں جس کے ضمیر میں بھی آداب ہوں، جس کے اعضا بھی موؤب ہوں۔ پھر اس سوسائٹی نے اپنے حالات کے لیے منظم قوانین بنا رکھے ہوں، اور اس کا نظم ونسق ایسا ہو جو اسے بچاتا ہو، اور یہ قوانین اور یہ تنظیمی ادارے انہی آداب پر مبنی ہوں، انہی آداب سے پھوٹتے ہوں، ان آداب کے ساتھ ہم آہنگ ہوں، وہ اس سوسائٹی کی روحانی دنیا اور ظاہری دنیا کے لیے کافی ہوں۔ اس کا شعور اور اس کے قوانین ہم آہنگ ہوں۔ اسے آگے جانے اور ترقی کرنے اور اس کے دائرہ ممنوعات کے درمیان بھی توازن ہو اس کے احساسات اور اقدامات متوازن ہوں اور یہ پوری کی پوری اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ سید قطب شہید (م1965ء) اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں لکھتے ہیں:

> " یہ سورت دو باتوں کو نہایت کھول کر بیان کرتی ہے اور یہ دو باتیں نہایت اہم، بہت عظیم اور غور و فکر کے لائق ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ سورت ایک بلند، پاکیزہ اور سلیم الفطرت ماحول اور اونچے معاشرے کے نشانات وضع کرتی ہے۔ یہ وہ اصول اور قوانین بیان کرتی ہے اور وہ طرز زندگی متعین کرتی ہے جس کے اوپر یہ ماحول اور یہ معاشرہ قائم کیا جانا مطلوب ہے۔ وہ اصول ومبادی جس کے اوپر اس سوسائٹی نے قائم ہونا ہے اور پھر جن کے مطابق اس ماحول اور اس سوسائٹی کی حفاظت کی جانی ہے۔ ایک ایسی سوسائٹی جو اللہ کی بنائی ہوئی ہو، جو اللہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہو اور جسے صحیح معنوں میں ایک الٰہی سوسائٹی کہا جا سکتا ہو۔" (قطب شہید، (1962ء)، تفسیر فی ظلال القرآن، الحجرات، تحت الآیۃ، 1-3/39)

یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی اعلیٰ، ارفع اور پاک وصاف سوسائٹی کا قیام نہ تو فقط روحانی تطہیر پر چھوڑا گیا ہے اور نہ ہی فقط قانون سازی اور انتظامی اداروں کے حوالے کیا گیا ہے، بلکہ اس کی روحانی تطہیر، اس کا قانون و دستور اور اس کے انتظامی ادارے سب مل کر کام کرتے ہیں۔ یہ سوسائٹی نہ تو ایک فرد کی سوچ کے تابع ہے اور نہ ہی حکومت کے اداروں کی سوچ کے حوالے ہے۔ بلکہ اس میں افراد، حکومت دونوں مل کر اپنے اپنے فرائض باہم تعاون سے ادا کرتے ہیں ربانی ہدایات کی روشنی میں۔

باہمی احترامی انسانی کے اصول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و تعظیم کا حکم دے کر فرمایا گیا کہ اہل ایمان آپس میں بھی ایک دوسرے کا احترام کرنے والے بنیں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کا معاشرہ بکھر کر رہ جائے۔ اس کے لیے چند بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا محمد آصف قاسمی، اپنی تفسیر بصیرت القرآن میں لکھتے ہیں:

I. پہلا اصول یہ ہے کہ اگر مومنوں کی دو جماعتوں میں کسی وجہ سے اختلاف ہو جائے تو ممکن حد تک ان دونوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح صفائی کرانے کی کوششیں کی جائیں کیونکہ دونوں جماعتیں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

II. کوئی مرد دوسرے مرد کا، کوئی مردوں کی جماعت دوسری جماعت کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ ان سے بہتر ہوں جو مذاق اڑا رہے ہیں۔

III. ایک دوسرے کو کسی طرح کے طعنے نہ دیا کریں کیونکہ مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کو طعنے دیں۔

IV. نہ برے القاب اور برے الفاظ سے ایک دوسرے کو پکاریں۔

V. کوئی بد گمانی سے کام نہ لے۔ کیونکہ کبھی کبھی بد گمانیوں کی وجہ سے تباہی پھیل جاتی ہے اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

VI. نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائیاں یعنی غیبت کی جائے کیونکہ یہ اتنی بری بات ہے کہ جیسے آدمی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔ جس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانا کوئی بھی گوارا نہیں کر سکتا اسی طرح غیبت کرنا کیسے گوارا کر سکتا ہے۔

VII. سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں جن میں مختلف قبیلے اور خاندان ہیں۔ یہ قبیلے اور خاندان ایک دوسرے کی پہچان تو ہیں لیکن فخر کرنے کی ان میں کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل احترام وہ شخص ہے جو تقویٰ میں سب سے آگے ہے۔

VIII. اللہ کا یہ فضل و کرم ہے کہ اس نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ بھی شکر کا مقام ہے فخر کا مقام نہیں ہے لہٰذا کوئی شخص اپنے ایمان لانے کا دعویٰ نہ کرے۔ (آصف قاسمی(س ،ن) تفسیر بصیرت القرآن ، الحجرات ، تحت الآیۃ،1،ص349)

اصل میں وہ شخص مومن ہے جو دل سے اللہ کو ایک مانتا ہے۔ اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان و اسلام کا احسان جتاتا پھرے۔ یہ تو اللہ کا احسان اور کرم ہے کہ اس نے تمہیں ایمان اور اسلام لانے کی توفیق دی ہے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ اللہ ہر شخص کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے وہی ہر چیز پر اجر اور ثواب عطا کرنے والا ہے۔

قانونِ اسلامی

اس سورۃ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر قوانینِ اسلامی کی بجا آوری میں کسی طرح کی کمی رہ گئی تو اندیشہ ہے کہ اس کمی کا ارتکاب کرنے والوں کے اعمال ضبط ہو جائیں۔ ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی (م1998ء) اپنی تفسیر تفسیر روح القرآن میں لکھتے ہیں:

چنانچہ پہلی پانچ آیتوں میں اسلامی قانون کی پہلی دفعہ کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چند بنیادی آداب کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (صدیقی (2012ء) تفسیر روح القرآن،539/3)

اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ تقویٰ جو ایک امت کا اصل سرمایہ ہے یہ صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی غایت درجہ محبت اور ان کے مقام و مرتبہ کا احساس ہوتا ہے۔

تحقیقِ اسلامی کا اصول

پیر محمد کرم شاہ الازہری (م 1998ء) اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں:

اس کے بعد مسلمانوں کو بتایا کہ اتنے سادہ لوح بھی نہ بن جاؤ کہ جس کسی نے کوئی بات کہہ دی، فوراً اسے پلے باندھ لیا اور اس پر اپنے رد عمل کا اظہار کر دیا۔ جب بھی کوئی غیر معتبر آدمی کوئی بات آکر بتائے تو پہلے خوب چھان بین کر لیا کرو، پھر کوئی قدم اٹھایا کرو، ورنہ شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔" (محمد کرم (2015ء) ضیاء القرآن،39/4)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں صراحۃً اعلان کر دیا کہ ہم نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کی آنکھوں میں اسے یوں آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر و فسوق کی نفرت اور بغض ان کے دل میں یوں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن نفوس قدسیہ کی حالت کلام الٰہی میں ان نورانی الفاظ سے بیان کر گئی ہو، ان کے ایمان کے بارے میں شک کرنا اور ان کے دامن عمل پر کیچڑ اچھالنا بد بختی اور محرومی کی انتہا ہے۔

آدابِ نبوی ﷺ

اس سورۃ میں ہر مومن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام اور تعظیم کرے اس کے لیے کچھ آداب بتائے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وادب سکھایا گیا اور ہدایت کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اپنی رائے مت چلاؤ، اللہ کے رسول جو کہیں اسے سر جھکا کر سنو اور خلوص کے ساتھ اس پر عمل کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے مت بولو، آپ اندر حجرہ میں تشریف رکھتے ہوں تو پکار کر مت بلاؤ، آگے فرمایا کہ ہر کسی کی بات سن کر بلا تحقیق مت مان لیا کرو، آگے فرمایا کہ ایمان والے آپس میں سب بھائی بھائی ہیں، کسی کو کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے مولانا محمد آصف قاسمی، اپنی تفسیر بصیرت القرآن میں لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام ایمان کی علامت اور روح کا سکون ہے۔ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔ کوئی آدمی ایسا کام نہ کرے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمان برداری کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور کوئی کام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں فرمایا گیا کہ اگر وہ بھائیوں یا مسلمانوں کی جماعت میں کبھی کوئی شدید اختلاف یا جھگڑا پیدا ہو جائے تو ہر مومن کی ذمہ

داری ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان صلح صفائی کرادیا کرے۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا راز پوشیدہ ہے۔"
(آصف قاسمی (س،ن) تفسیر بصیرت القرآن، الحجرات، تحت الآیۃ، 1، ص350)
مزید چند ایک آدابِ نبوی ﷺ درج ذیل بیان ہوئے۔

I. پہلا ادب یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ بڑھے یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو۔ اللہ اور رسول کے مقابلے میں اپنی رائے سے کوئی فیصلہ نہ کیا جائے بلکہ وہی کام کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔
II. فرمایا کہ تم اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو بلکہ ان کی آواز سے اپنی آواز کو پست رکھو۔ اللہ کو یہی پسند ہے۔
III. فرمایا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح مخاطب نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اس بے ادبی کی وجہ سے غارت ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر نہ ہو۔
IV. ایک ادب یہ سکھایا گیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کے اندر مصروف ہوں تو ان کو باہر سے آوازیں نہ دی جائیں بلکہ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی باہر تشریف نہ لے آئیں۔

ادب یہ سکھایا گیا کہ اگر کسی طرف سے کوئی بات پہنچے تو اس کو سنتے ہی مشہور نہ کردہ بلکہ اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ جب تمہارے اندر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے تابع دار موجود ہوں تو ان کو اطلاع کر دو تا کہ وہ اس کی تحقیق کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کسی کو نقصان پہنچا دو۔

درسِ مساوات

تمام مسلمان حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں، ذات پات، خاندان، قوم، کنبہ، برادری اور محض ایک دوسرے کی شناخت کے لیے ہیں، نہ کہ ایک دوسرے پر فخر کرنے کے لئے سب اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے نزدیک زیادہ مرتبہ والے وہی ہیں جو اس سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، اللہ تمہارے تمام کاموں کو دیکھ رہا ہے حتی کہ وہ تمہارے دلوں کی باتوں سے بھی واقف ہے، جس نے کفر و شرک سے تائب ہو کر کلمہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہے مولانا احمد علی لاہور (م1962ء) اپنی تفسیر، تفسیرِ لاہوری میں لکھتے ہیں:

"اس سورۃ میں باہمی مساوات کی تاکید فرمائی گئی کہ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف ہو جائے تو ان میں صلح کرا دو اگر کوئی مصالحت پر آمادہ نہ ہو تو جو زیادتی کرے اس سے لڑ کر اسے سیدھا کر دو اور دیکھو آپس میں بدمزگی تلخی اور جھگڑے ذرا ذرا سی باتوں سے پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً کسی سے تمسخر کرنا، کسی کو برے نام سے برے القاب سے پکارنا، کسی کا عیب ظاہر کرنا، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی کی طرف سے بدگمانی کرنا، کسی کے بھید معلوم کرنے کی کوشش کرنا، یہ سب بری باتیں ہیں ان سے بچو۔" (احمد علی، (2015ء) تفسیر لاہوری،، الحجرات، تحت الآیۃ، 3، 1/92)

مساوات کے ساتھ ساتھ تعلیم دی ہے کہ اسلام میں داخل ہو کر کسی پر احسان نہ جتلاؤ، ایمان کی دولت تو احسان خداوندی ہے اور اللہ کی نعمت ہے، یہ نہ سمجھو کہ جیسے انسانوں کو دھوکا دیا جاسکتا ہے اللہ کو بھی دھوکہ دے دوگے، اللہ سے کوئی بھی چیز چھپی نہیں، وہ آسمان زمین کے بھیدوں سے بھی واقف ہے، خوب سمجھ لو کہ وہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔

معاشرت اور تمدن

معاشرت کا معنی آپس میں رہنا سہنا اور تمدن کا معنی وہ طریقہ جس کے ساتھ آپس میں رہنا سہنا ہوتا ہے مثلاً یورپین کا چھری کانٹے سے کھانے میں تمدن ہے اور چینیوں کا دو لکڑیوں کے ساتھ کھانا تمدن ہے اور اسلام دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کا تمدن بتلاتا ہے مولانا احمد علی لاہور (م1962ء) اپنی تفسیر، تفسیر لاہوری میں لکھتے ہیں:

> یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اجتماعی زندگی میں ہر خبر پر یقین کر لینا اور اس پر کارروائی کر گزرنا اجتماعیت کے لیے سخت نقصان دہ چیز ہے۔ اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ کوئی ایسی اطلاع دے جو مسلمانوں کے مفادات کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہو تو یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ اطلاع دینے والا کون ہے، وہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ اسی طرح جو خبر دی گئی ہے کیا دلائل کے اعتبار سے اس خبر کو قبول کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ان دونوں باتوں کی تحقیق کیے بغیر کسی طرح کی کارروائی کی ہرگز اجازت نہیں۔ ورنہ اس بات کا امکان ہے کہ تم کوئی ایسی کارروائی کر ڈالو جس کے لیے بعد میں تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔ (احمد علی، (2015ء) تفسیر لاہوری، 1/ 92)

مسلمانوں کی اجتماعیت کے لیے بہت بڑی نقصان دہ بات یہ بھی ہے ان کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ تو اس صورت میں دوسرے مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے اس کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ سورۃ الحجرات کی تین آیتوں میں ان باتوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ جو بظاہر بہت چھوٹی ہیں لیکن نتائج کے اعتبار سے بہت بڑی ہیں۔ جس طرح ایک شعلہ ابتداء میں محض ایک شعلہ ہوتا ہے لیکن جب یہ بھڑکتا ہے تو الاؤ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور آبادیوں کو پھونک دیتا ہے۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بہت بڑی بڑی اجتماعی مضرتوں کا باعث ثابت ہوتی ہیں۔ ان میں مرد اور عورت دونوں کو اپنے اپنے دائرے میں کسی دوسرے کی تحقیر کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس سے دوسرے کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے اور اپنے نفس میں غرور پیدا ہوتا ہے اور یہ دونوں ہی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے تباہ کن ہیں۔ اسی طرح دوسروں پر طعن کرنا ایک دوسرے کے برے برے نام رکھنا، بدگمانیاں کرنا، دوسروں کے حالات کی کھوج کرید کرنا، کسی کی غیبت کرنا، یہ بجائے خود بھی گناہ ہے اور معاشرے کو بھی گناہ کے راستے پر ڈالنے والے ہیں اور ان سے تعلقات میں تیزی سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے زور دے کر یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایمان کے بعد ان میں سے کوئی چیز بھی ایک مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

اس سورۃ کے مضامین میں اس برائی کا ذکر فرمایا گیا ہے جس نے پوری نوع انسانی کو ہمیشہ متاثر کیا ہے، وہ ہے حسب و نسب کا فتنہ، اور قومی و نسلی امتیازات۔ جس میں کردار کو عظمت نہیں ملتی بلکہ محض حسب و نسب کا حوالہ چلتا ہے۔ اس چیز نے دنیا میں بڑے بڑے فساد پیدا کیے۔ قبائل کی جنگ، خاندانوں کا اپنے امتیازات پر فخر و غرور اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کی عادت، یہ سب اسی برائی کا شاخسانہ ہیں۔ چنانچہ ایک ہی آیت سے اس فتنے کی جڑ کاٹ دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی اصل سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں

قوموں اور قبیلوں کا بن جانا تعارف کے لیے تھا تفاخر کے لیے نہیں۔ انسان کو دوسرے انسانوں پر حسب و نسب یا مال و دولت کی وجہ سے برتری حاصل نہیں بلکہ باہمی فوقیت صرف اخلاقی فضیلت اور حسن کردار سے پیدا ہوتی ہے۔

اسلامی ریاست کے احکامات

اس سورہ مبارکہ میں اسلامی ریاست کے حوالے سے رہنما اصول اور اُس کے اندرونی استحکام کے لیے اہم ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ مفتی محمد شفیع (م1976ء) اپنی تفسیر معارف القرآن میں آیات کا تجزیہ میں لکھتے ہیں:

I. آیات ۱ تا ۵ اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
II. آیت ۶ ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
III. آیات ۷ تا ۸ اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
IV. آیات ۹ تا ۱۲ ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
V. آیت ۱۳ عالمی اسلامی ریاست کے لیے وحدت کی بنیاد
VI. آیات ۱۴ تا ۱۸ اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد۔ (محمد شفیع (2018ء) تفسیر معارف القرآن، 5/349)

سید ابو الاعلیٰ مودودی (م 1979ء) تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

I. اس سورت کا موضوع مسلمانوں کو ان آداب کی تعلیم دینا ہے جو اہل ایمان کے شایان شان ہیں۔ ابتدائی پانچ آیتوں میں ان کو وہ ادب سکھایا گیا ہے جو انہیں اللہ اور اس کے رسول کے معاملے میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔
II. پھر یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ہر خبر پر یقین کر لینا اور اس پر کوئی کارروائی کر گذرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی شخص یا گروہ یا قوم کے خلاف کوئی اطلاع ملے تو غور سے دیکھنا چاہیے کہ خبر ملنے کا ذریعہ قابل اعتماد ہے یا نہیں۔ قابل اعتماد نہ ہو تو اس پر کارروائی کرنے سے پہلے تحقیق کر لینا چاہیے کہ خبر صحیح ہے یا نہیں۔
III. اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ اگر کسی وقت مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اس صورت میں دوسرے مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے-(مودودی (1997ء) تفہیم القرآن، 5/329)

اس سورۃ میں مسلمانوں کو ان برائیوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتی ہیں اور جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے پر طعن کرنا، ایک دوسرے کے برے برے نام رکھنا، بدگمانیاں کرنا، دوسرے کے حالات کی کھوج کرید کرنا، لوگوں کو پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرنا، یہ وہ افعال ہیں جو بجائے خود بھی گناہ ہیں اور معاشرے میں بگاڑ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نام بنام ان کا ذکر فرما کر انہیں حرام قرار دے دیا ہے۔

اس کے بعد ان قومی اور نسلی امتیازات پر ضرب لگائی گئی ہے جو دنیا میں عالمگیر فسادات کے موجب ہوتے ہیں۔ قوموں اور قبیلوں اور خاندانوں کا اپنے شرف پر فخر و غرور، اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنا، اور اپنی بڑائی قائم کرنے کے لیے دوسروں کو گرانا، ان اہم اسباب میں سے ہے جن کی بدولت دنیا ظلم سے بھر گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مختصر سی آیت فرما کر اس برائی کی جڑ کاٹ دی ہے کہ تمام

انسان ایک ہی اصل سے پیدا ہوئے ہیں اور قوموں اور قبیلوں میں ان کا تقسیم ہونا تعارف کے لیے ہے نہ کہ تفاخر کے لیے، اور ایک انسان پر دوسرے انسان کی فوقیت کے لیے اخلاقی فضیلت کے سوا اور کوئی جائز بنیاد نہیں ہے۔

خاتمہ سورۃ الحجرات

آخر میں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اصل چیز ایمان کا زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کو ماننا، عملاً فرمانبردار بن کر رہنا، اور خلوص کے ساتھ اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کھپا دینا ہے۔ حقیقی مومن وہی ہیں جو یہ روش اختیار کرتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو دل کی تصدیق کے بغیر محض زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں کہ گویا اسلام قبول کر کے انہوں نے کوئی احسان کیا ہے، تو دنیا میں ان کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے، معاشرے میں ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک بھی کیا جا سکتا ہے، مگر اللہ کے ہاں وہ مومن قرار نہیں پا سکتے۔

سورۃ کے خاتمے میں اطراف مدینہ کے اعراب کے رویئے کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیکن مقصود ان کی شخصیات نہیں بلکہ وہ کمزوریاں ہیں جس کا وہ اس وقت شکار تھے۔ وہ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے مرعوب ہو کر اسلام میں داخل تو ہو گئے تھے لیکن ایمان ان کے دلوں میں اچھی طرح اترا نہیں تھا۔ سید قطب شہید (م 1965ء) اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں لکھتے ہیں:

> "مدینہ کے اطراف میں اعرابی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ابھی تک وہ احساس پیدا نہیں کر سکے تھے جو اللہ تعالیٰ کے رسول کے بارے میں ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ اپنے ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان سمجھتے تھے۔(قطب شہید، (1962ء)، تفسیر فی ظلال القرآن، الحجرات، تحت الآیۃ، 1-3/ 41)

اس سورۃ میں اہل ایمان کی اللہ اور اس کے رسول نے کثیر تعلیمات سے نوازتے ہوئے یہ باور کرایا اور انھیں تنبیہ کی گئی کہ تم جو ایمان کے دائرے میں آئے ہو، تو یہ تمہارا کسی پر احسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں دائرۂ اسلام میں آنے کی توفیق دی ہے۔ اس کے رسول کے سامنے اپنے ایمان کا بار بار اظہار کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ پروردگار سب لوگوں کے دلوں کے حالات سے واقف ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کوئی مخفی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر وہ اپنے ایمان کو ایمان کی حقیقت کے مطابق بنالیں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بھرپور صلہ پائیں گے۔ اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ بعد میں ان لوگوں میں یہ کمزوریاں باقی نہ رہیں۔

خلاصۂ بحث

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورۃ میں بڑے بڑے مضامین سمیٹ لیے گئے ہیں ۔ اس میں نظریات، دستور و قانون اور انسانی وجود کے بارے میں نہایت ہی اہم مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو انسان کے دل و دماغ کے لیے نہایت ہی وسیع آفاق اور وسیع دنیا کے دروازے کھولتے ہیں۔ نہایت گہرے تصورات اور نہایت عظیم معانی اس کا موضوع ہیں۔

مصادر و مراجع

ابن اثیر، محمد بن محمد عبد الکریم، جامع الاصول فی احادیث الرسول، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1420ھ

احمد علی تفسیر لاہوری، مطبعہ لاہوری، لاہور، 2015ء

احمد یار خاں، شان حبیب الرحمٰن، ضیاء القرآن، لاہور، 1945ء

الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن، لاہور، 2015ء

آصف قاسمی، تفسیر بصیرت القرآن، ادارہ بصیرت، کراچی، س، ن

امام ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالفکر، کراچی، 1992ء

امام ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، دارالکتب الاسلامیہ، لاہور، 1985ء

امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دارالکتب اسلامیہ، لاہور، 1990ء

امام ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترغیب والترہیب، مطبعہ الترغیب، لاہور، 1987ء

امام مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، دارالفکر، لاہور، 1995ء

زاہد، عبدالوحید، مضامین قرآن، دارالکتب، لاہور، 2011ء

صدیقی، محمد، تفسیر روح القرآن، دارالقرآن، لاہور، 2012ء

عبدالقیوم قاسمی، تفسیر معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن، کراچی، 2016ء

قطب، سید شہید، تفسیر فی ظلال القرآن، دارالشروق، مصر، 1962ء

محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن، کراچی، 2018ء

محمد قاسم، صراط الجنان فی تفسیر القرآن، مکتبہ دعوتِ اسلامی کراچی، 2023ء

محمود، محمد، تفسیر تیسیر القرآن، مطبعہ قرآن، کراچی، 2017ء